فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ

۷۷ : ۵۰
۴۵ : ۶
۷ : ۱۸۵

اب اس کے بعد یہ کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے

؟

کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے

تالیف

جامع العلوم و محدث العصر
علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواروی

کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے؟

[یہ سوال جون 1951ء میں شائع ہوا تھا]

کہا جاتا ہے کہ دین کے دو اجزا ہیں ایک قرآن اور دوسرے حدیث۔ دونوں خدا کی طرف سے وحی ہیں اور قیامت تک کے لئے واجب الاتباع۔

رسول اللہ خدا کا دین انسانوں تک پہنچانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضور نے قرآن کریم کا ایک لفظ لکھوایا۔ ایک چھوڑ قریب چھبیس کاتب اس مقصد کے لئے متعین فرمائے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اصحاب کو قرآن حفظ یاد کرایا۔ ان کا حفظ کردہ بار بار سنا، انہیں خود بھی سنایا۔ اس طرح قرآن کو کتاب کی شکل میں بھی محفوظ کیا اور الحمد سے والناس تک ایک ایک لفظ زبانی یاد بھی کرایا۔ چنانچہ اپنی وفات سے قبل حجۃ الوداع میں لاکھوں مسلمانوں سے اس امر کا اقرار لیا کہ قرآن ان تک پہنچا دیا گیا ہے اور ان کے اقرار کے بعد اس پر خود اللہ کو شاہد قرار دیا کہ میں نے یہ قرآن ان سب تک پہنچا دیا ہے۔

یہ دین کے ایک حصہ کے متعلق ہوا۔

اس کے برعکس دین کے دوسرے حصے (یعنی حدیث) کے متعلق یہ ہوا کہ ان کا کوئی مجموعہ نہ رسول اللہ نے خود مرتب کرایا نہ کسی اور کو ایسا کرنے دیا نہ کسی کو کوئی حدیث حفظ یاد کرائی نہ کسی کی حفظ کردہ سنی نہ اس کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ رسول اللہ کی وفات کے وقت امت کے پاس کوئی مستند مجموعہ احادیث موجود تھا، نہ رسول اللہ نے دیا نہ صحابہ نے خود مرتب کرکے اس کی تصدیق رسول اللہ سے کرائی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن اور حدیث دونوں دین کے اجزا تھے تو رسول اللہ نے جس طرح اہتمام اور التزام کے ساتھ قرآن کو محفوظ شکل میں امت کو دیا اسی طرح اپنی احادیث کا کوئی مستند مجموعہ امت کو کیوں نہ دیا؟

اگر دنیا کے تمام مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی اس سوال کا جواب دے سکتا ہے تو

طلوع اسلام کے صفحات اس کے لئے کھلے ہیں۔ جواب صرف اس سوال کا ہونا چاہیئے۔ ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔

کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے ؟

اس سوال کا جواب کسی کی طرف سے موصول نہ ہوا۔ البتہ اگست 1952ء میں جمعیت اہل حدیث کراچی کے صدر کی طرف سے ایک سوال نامہ موصول ہوا جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ہم انشاء اللہ ادھر ادھر کی باتوں میں ہرگز وقت ضائع نہ کریں گے صرف تسیہی اور بنیادی حل کرانا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ چل کر یہ مضمون تمام دنیا کے سامنے ایسا حل ہو جائے ...... کہ آئندہ کسی سائل کی نوبت ہی نہ پہنچے اور جتنے شبہات احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیدا کئے جاتے ہیں سب کا جواب ہو جائے اور دنیا دیکھ لے کہ جس طرح قرآن مجید واجب الاتباع ہے اسی طرح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی امت پر واجب الاتباع ہیں۔

سوالات ۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کا ایک حصہ یا جزو دین آپ کے نزدیک کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا ؟

(۱) کیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کا مجموعہ کتابی شکل میں قوم کے حوالہ نہیں کیا ؟

(۲) کیا اس لئے کہ صحابہ کرام کو حفظ کرنے کا حکم نہیں دیا ؟

(۳) کیا اس لئے کہ کسی کو حدیث کے لکھنے کا حکم نہیں دیا ؟

(۴) کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی اپنی امت کو علاوہ کتاب کے اپنی احادیث بھی کتابی شکل میں مدون کراتے ؟

(۵) کیا یہ لازم ہے کہ ہر نبی صرف کتاب اللہ ہی کے احکام پیش کرے اور اس کے رموز و تفاسیر و مطالب و متعلق احکام خود بیان نہ کرے جس کو ہم آج کی اصطلاح میں حدیث رسول کہتے ہیں

(۶) کیا قوم کی ہدایت صرف کتاب اللہ سے ہی ہوتی ہے یا پیغمبر بغیر کتاب اللہ کے اور بھی خدائی وحی سے (جس کو الہام یا القاء یا وحی کہتے ہیں) ہدایت کرتا ہے ؟

(۷) کیا اختلاف احادیث، جو ظاہری طور پر کسی حدیث میں نظر آتا ہو یہ مانع ہے قبول حدیث ہے ؟

(۸) کیا یہ سبب رواۃ حدیث کہ فلاں صحیح ہے، فلاح ضعیف ہے۔ یا فلاں مجروح ہے یا فلاں میں تشیع ہے یا فلاں کاذب تھا یا فلاں کو نسیان تھا وغیرہ ذالک یہ احادیث کے رد کی وجہ سے ہے

(۹) کیا وہی اعتراض جو احادیث پر وارد ہوتے ہیں خواہ کوئی بھی اور کیسا بھی ہو وہی اعتراض اگر قرآن مجید پر منکر قرآن پیش کرے یا آپ کا خصم بطور الزام پیش کرے تو قرآن پاک کو رد کیا جائے گا؟

(۱۰) کیا جس مجموعہ مستند کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ یہ موجودہ قرآن وہی ہے ؟

(۱۱) کیا جو حضرت عثمان غنی نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلادیئے تھے صرف ایک رکھا تھا۔ کیا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستند اور کتابی شکل میں صحابہ کو دیا تھا یا جو جلادیئے گئے تھے ان میں سے کوئی تھا یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور مختلف لغات میں صحابہ کو دیئے تھے۔ آخر وہ کیوں جلادیئے گئے اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا اور وہ کون سی لغت وزبان صحیحہ کی بناء پر رائج الوقت قرار دیا گیا ہے ؟

(۱۲) پھر اس کا کیا ثبوت کہ موجودہ قرآن پاک یہ وہی ہے اور ہو بہو وہی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے سامنے بطور تلاوت پیش کیا تھا یا جبرئیل نے حضور پر اس کو پیش کیا تھا؟

جب تک ان بارہ سوالات کا مفصل جواب نہ دیا جائے گا اس وقت تک آپ کے سوالات کا حل نہیں ہوگا۔

میں یقین اور وثوق سے کہوں گا کہ میری تشفی اگر آپ کردینگے تو پھر ہر ایک حدیث یا مجموعہ

احادیث یا مطلق احادیث کے دینی حصہ ہونے کا ثبوت قرآن ہی سے پیش کروں گا۔ **وماتوفیقی الاباللہ۔**

منجانب مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہل حدیث کراچی

اس کا جواب علامہ تمنا عمادی صاحب نے دیا جو درج ذیل ہے۔

طلوع اسلام نے روایت پرستوں سے حدیثوں کے متعلق ایک سوال کیا تھا جس کے جواب میں مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہل حدیث کراچی نے الٹے بارہ سوالات طلوع اسلام ہی سے کر دیئے اور اصل سوال کے جواب کو ان بارہ سوالوں کے جوابات پر موقوف رکھا۔

مولانا محمد یوسف صاحب نے سوال کی صورت میں کچھ حملے قرآن مجید پر بھی کر دیئے ہیں۔ اس لئے ان کے سوالوں کا جواب میں کیوں دوں، یا علامہ پرویز کیوں دیں؟ **ولدیناکتب ینطق۔** اس لئے خود قرآن مبین ہی سے پوچھنا چاہیئے کہ مولانا محمد یوسف کے سوالوں کے جوابات کیا کیا ہیں؟ میں نے دریافت کیا تو مجھے حسب ذیل جوابات ملے۔ سوالوں کے نمبروں کے مطابق جوابی آیتوں پر نمبر لگادیئے ہیں۔ سوال و جواب کے نمبر ملاکر ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد یوسف صاحب کے تین سوالات جو (۱) و (۲) و (۳) پر مشتمل ہیں وہ ان کے ایک سوال کی تین شاخیں ہیں۔ اصل سوال در حقیقت ایک ہی ہے۔ اس لئے ان تینوں نمبروں کا ایک ہی جواب قرآن مبین نے پہلے ہی دے رکھا ہے۔ وہی قرآنی جواب میں ان تینوں نمبروں کے متعلق پیش کر دیتا ہوں۔

پہلا سوال، مولانا محمد یوسف پوچھتے ہیں، احادیث رسول صلی اللہ علیہ و سلم دین کا ایک حصہ یا جزو دین آپ کے نزدیک کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا؟

(۱) کیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی احادیث کا مجموعہ کتابی شکل میں قوم کے حوالے نہیں کیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

(۲) کیا اس لئے کہ صحابہ کرام کو حفظ کرنے کا حکم نہیں دیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

(۳) کیا اس لئے کہ کسی کو حدیث کے لکھنے کا حکم نہیں دیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

ان تینوں سوالوں کے جوابات میں جو تین "ہاں" لکھی گئیں اور ان کو قرآنی جواب قرار دیا گیا یہ کن آیات قرآنیہ سے مستنبط ہیں؟ اب وہ آیتیں ملاحظہ فرمایئے۔

.ماأتكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهو

(جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ہے وہ لے لو اور جس سے تمہیں باز رکھا ہے اس سے باز رہو)

یہ آیت مال غنیمت کی تقسیم سے متعلق اتری تھی۔ مگر محدثین و علمائے دین اس کے مورد کو خاص مانتے ہیں حکم کو عام قرار دیتے ہیں کہ یہی اصول ہے اس لئے " ماأتكم " جو کچھ تمہیں رسول نے دیا۔ میں حدیثوں کو بھی وہ داخل سمجھتے ہیں اور اسی آیت سے حدیثوں کا واجب القبول ہونا ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی کا مناظرہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے خصم پر اسی آیت سے حدیثوں کا واجب الاتباع ہونا ثابت کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ مورد خاص ہو جب بھی حکم عام رہتا ہے مجھ کو اس اصول سے اختلاف نہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آیت سے حدیثوں کے متعلق کیا حکم نکلتا ہے۔ حدیثیں ماأتكم الرسول میں داخل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں امت کو دی ہیں یا مانهكم میں داخل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے امت کو باز رکھا تھا؟

مولانا محمد یوسف صاحب کے تینوں سوالات ہی سے ظاہر ہے کہ

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کا کوئی مجموعہ کتابی شکل میں امت کے حوالے نہیں فرمایا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں کو احادیث کے حفظ کرنے کا حکم نہیں دیا

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حدیثوں کے لکھنے کا حکم نہیں دیا اس لئے مولانا کے سوالات ہی بتا رہے ہیں کہ احادیث مانهكم عنہ میں داخل ہیں۔ کسی طرح بھی ماأتكم میں داخل نہیں ہو سکتیں۔

مولانا محمد یوسف صاحب اس حدیث کو جانتے اور مانتے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے صحابہ کو حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس نے کچھ حدیثیں لکھی ہوں وہ ان کو

محو کردے مٹادے لاتکتبواعنی سوائے القرآن والی حدیث سے ہر طالب العلم واقف ہے اس ممانعت سے دو باتیں نکل رہی ہیں۔

(۱) کچھ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حدیثیں لکھنا شروع کردی تھیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دینی وامرونہی اپنی طرف سے ، اپنے جی سے نہیں فرماتے تھے یقیناً کوئی آیت اس کے بارے میں اتری جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے صحابہ کو حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا۔

قرآنی آیات میں تدبر کرلے سے کون سی دینی گتھی ہے جو سلجھ نہیں جاتی۔ سورہ یونس کے چھٹے رکوع میں دیکھئے یہ دو آیتیں آپ کو ملیں گی۔

یاایھاالناس قدجاء تکمہ موعظتہ من ربکمہ
وشفاء لمانی الصدور وھدی ورحمتہ اللمومنین
قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفہ حواھوخیرممایجمعون •

اے لوگو تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک موعظت اور سینوں کی بیماریوں کے لئے ایک نسوشفا اور ایمان والوں کے لئے ہدایت ور حمت آچکی ہے۔ کہدو (اے رسول) کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (یہ ہوا ہے) تو چاہیئے کہ لوگ اس کتاب اللہ قرآن کی بدولت خوشیاں منائیں۔ وہ ان چیزوں سے بہتر ہے۔ جن کو لوگ جمع کررہے ہیں۔

یہاں سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کیا جمع کررہے تھے جن کے پاس قرآن آیا تھا؟ اس آیت کے الفاظ پر غور فرمایئے۔ قرآن کو موعظت شفاء لمانی الصدور ہدایت اور رحمت فرمایا گیا ہے یعنی یہ سب باتیں قرآن میں بدرجہ اتم موجود ہیں تو یقیناً جو لوگ جمع کررہے تھے وہ مال و دولت نہیں جمع کررہے تھے بلکہ سامان موعظت وشفا ہدایت و رحمت ہی جمع کررہے تھے اور وہ کونسی چیز قرآن کے علاوہ ہوسکتی ہے جس کو وہ اپنے لئے سامان موعظت وشفا ہدایت ورحمت بطور خود سمجھ سکتے تھے۔ یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی ہوسکتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں یعنی حدیثیں جو کچھ لوگ

بطور خود جمع کر رہے تھے تو انھیں اپنے لئے موعظت وشفاء وہدایت ورحمت ہی سمجھ کر جمع کر رہے تھے ان لوگوں کو فرمایا گیا کہ تم کیا بطور خود جمع کر رہے ہو تمہارے پاس تو موعظت وشفا وہدایت ورحمت تمہارے رب کے پاس سے قرآن کی شکل میں آہی چکی ہے جو اس سے کہیں بہتر ہے جس کو تم بطور خود جمع کر رہے ہو۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد صحابہ کو منع فرمایا کہ مجھ سے سنکر قرآن کے سوا بطور خود اور کچھ نہ لکھو اور جس نے کچھ لکھ رکھا ہو اس کو وہ محو کردے مٹادے۔

اگر کوئی شخص **مایجمعون** سے مال و دولت کا جمع کرنا مراد لے، خلاف سیاق عبارت تو کوئی صاحب عقل سلیم مفسرین کی اس بے جوڑ تفسیر کا پابند نہیں ہوسکتا۔

غرض یہ آیت بھی بتارہی ہے اور صاف بتارہی ہے کہ حدیثیں **مانھکمہ عنہ** میں داخل ہیں۔ **ماأتکمہ الرسول** میں کبھی داخل نہیں ہوسکتیں۔

اور پھر **لاتکتبواعنی سوای القرآن** والی حدیث تو حدیثوں کے **مانھکمہ عنہ** میں داخل ہونے کے لئے سند قطعی ہے۔ خصوصاً اہل حدیث اور تمام روایات پرستوں کے لئے

سوال (۴) اور اس کا قرآنی جواب

(سوال از مولانا محمد یوسف صاحب) کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی اپنی امت کو علاوہ کتاب کے اپنی احادیث بھی کتابی شکل میں مدون کراتے؟

۱۔ جو لوگ حدیثوں کو جزو دین و حصہ دین وحجت فی الدین نہیں مانتے ان کے سامنے صرف کوئی حدیث، کوئی روایت پیش کرکے ان سے منوایا نہیں جاسکتا مگر جن کے نزدیک جس طرح قرآن مجید واجب الاتباع ہیں اور صحاح ستہ خصوصاً صحیحین کی حدیثیں قرآن کے ساتھ "مثلہ معہ" بن کر منجانب اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تھیں ان کے لئے تو کم سے کم صحاح کی ہر حدیث واجب التسلیم و واجب الاتباع ہے۔ اس لئے ہم اگر کوئی حدیث پیش کریں تو اہلحدیث کے ہر فرد پر اس کا ماننا واجب ہے۔ مگر وہ ہمارے سامنے صرف کوئی حدیث نہیں پیش کرسکتے۔ جب تک اس کی تائید میں کوئی قرآنی آیت بھی

پیش نہ فرمائیں۔ کتابی شکل میں مدون کرلے ؟"

(قرآن مبین کا جواب)

کان الناس امته واحدته۔ فبعث الله النبین مبشرین و منذرین
وانزل معهم الکتب لیحکمه بین الناس فیما اختلموافیه (۲)

لوگ (پہلے) ایک ہی امت تھے (پھر اختلاف میں پڑھکر فرقے فرقے ہو گئے) تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا جو فرمانبرداروں کو خوشخبری دینے والے ہوں اور نافرمانوں کو ڈرانیوالے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری جو لوگوں میں ان کے دینی اختلافات کا فیصلہ کر دیا کرے۔

یہ آیت صاف بتارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بشارت دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے بھیجا اور جو کتاب ان کے ساتھ بھیجی وہی کتاب لوگوں کے دینی اختلافات کا فیصلہ کرتی ہے نبی کی تبشیر و تندیر و تذکیر سب کچھ اس کتاب ہی سے ہوگی کتاب سے باہر وہ دین میں کچھ بھی بول نہیں سکتے۔
ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو بھی حکم ہوا کہ قل الله شهیدبینی و بینکمه ولوحی الی هذالقرآن لاتذرکمه به و من بلغ ( ) کہدو اے رسول! کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیاگیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں بھی (انتائج نافرمانی سے) ڈراؤں اور جس کے پاس یہ قرآن پہنچ جائے (اس کو بھی) .... اور فرمایاگیا وذکر بالقرآن من یخاف وعید ( ) اور جو شخص میری دھمکی کا ڈر رکھتا ہے اس کو اس قرآن کے مطابق نصیحت و موعظت کرو)

حدیثوں کا تو کہیں ذکر ہی نہیں۔ کیا کسی نبی کو کتاب ناقص ملی تھی جس کی تکمیل انھوں نے اپنی حدیثوں سے کی ؟ اگر کسی نبی کو ناقص کتاب ملی ہوگی اور اس کا دین بغیر اس کی حدیثوں کے صرف کتاب اللہ سے مکمل نہ ہوگا تو بیشک اس کا فرض ہوا ہوگا کہ اس نے کتاب اللہ کے ساتھ اپنی حدیثیں بھی مدون کرکے اپنی امت کو دی ہوں گی۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو تو ایسی کامل و مکمل کتاب ملی ہے جس کو تبیانالکل شئی "دین کی ہربات کا واضح بیان" کہاگیا ہے اور فرمایاگیا ہے کہ
مافرطنافی الکتب من شئی ( ) "ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے"

اس لئے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ آپ کتاب اللہ میں اپنی حدیثوں کا پیوند لگاتے۔ آپ نے صحابہ کو حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا۔ جن لوگوں نے لکھ لکھ کر کچھ جمع کیا تھا آپ نے اس کے محو کر دینے مٹا دینے کا حکم دیا۔ آپ کا یہ فرض کیونکر ہو سکتا تھا کہ آپ اپنی حدیثیں خود مدون کر کے کتابی صورت میں اپنی امت کو دے جاتے؟ یہ تو آپ کے لئے جائز بھی نہ تھا، آپ کا فرض کہاں تک ہوتا۔

سوال (۵) اور اس کا قرآنی جواب

(مولانا یوسف صاحب کا سوال) کیا یہ لازم ہے کہ ہر نبی صرف کتاب اللہ ہی کے احکام پیش کرے اور اس کے رموز و تفاسیر و مطالب و متعلق احکام خود بیان نہ کرے جن کو ہم آج اصطلاح میں حدیث رسول کہتے ہیں؟

(جواب از قرآن مبین) اس کا جواب کچھ تو (۴) کی پیش کردہ آیتوں کے ضمن میں ہو چکا اور سنئے!

انا انزلنا التورته فیها هدی و نور یحکمه

بها النبیون الذین اسلموا۔( )

ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے جس کے مطابق اسلام

پر چلنے والے نبی لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتے رہے۔

خود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ تو تم لوگوں سے کہدو کہ ان اتبع الا ما یوحی الی میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو کچھ میری طرف وحی کیا گیا ہے اور وحی کون سی چیز کی گئی ہے؟ (۴) میں آیت لکھی جا چکی ہے کہ اوحی الی هذا القرآن میری (ا) طرف یہی قرآن وحی کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے پوری طرح واضح ہے کہ اگلے انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی صرف اپنی کتاب اللہ ہی کے تبع تھے اور اسی کے مطابق تبشیر تنذیر و تذکیر فرماتے تھے اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی دین کی ہر بات میں اور سارے مفوضہ خدمات میں صرف قرآن مبین ہی کے

پابند تھے۔

اب میں مولانا یوسف کے اس سوال (۵) کا تجزیہ کرکے ہر جز کا جواب جو آیات مذکورہ بالا سے مستنبط ہے عرض کرتا ہوں

سوال (۵) کا پہلا ٹکڑا: "کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی صرف کتاب اللہ ہی کے احکام پیش کرے؟"

جواب: ہاں۔ کتاب اللہ سے باہر احکام غیر اللہ ہی کے ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام غیر اللہ کے احکام کی تبلیغ و تعلیم نہیں کرسکتے۔

سوال (۵) کے دوسرا ٹکڑا: "اور اس (کتاب اللہ) کے رموز و تفاسیر و مطالب و مغلق احکام خود بیان نہ کرے؟"

جواب: رموز و تفاسیر و مطالب تو قرآن سے باہر نہیں ہوسکتے جو باتیں قرآن ہی سے مستنبط ہوں وہ قرآن سے باہر نہیں کہی جاسکیں مگر رموز و تفاسیر و مطالب بیان کرنے میں نئے نئے احکام اور نئے نئے حلال و حرام کو قرآن سے کوئی تعلق نہیں کہاں سے آجائیں گے؟"

باقی رہے "مغلق احکام" تو قرآن مبین کوئی حکم "مغلق" نہیں ہے۔ البتہ آپ جیسے علماء اور آپ کے اور ہمارے اسلاف نے پورے قرآن ہی کو مغلق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر ہر آیت اور ہر حکم کے متعلق مختلف و متضاد و تفسیری روایتیں سدی و کلبی جیسے وضاعین و کذابین سے ابن جریر جیسے شیعی مفسر روایت نہ کرتے جن کے بارے میں حافظ سلیمانی کا قول ہے کہ **کان یضع للروافض:** یعنی ابن جریر رافضیوں کی حمایت میں حدیثیں گھڑا کرتے تھے تو احکام قرآنی میں کبھی اغلاق پیدا نہ ہوتا اور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہ سدی نہ کلبی اور ان کے ہم مشرب راویان تفسیر پیدا ہوتے تھے نہ ابن جریر وغیرہ تولد ہوتے تھے اور نہ یہ مختلف و متضاد تفسیری حدیثیں گھڑی گئی تھیں اس لئے اس وقت قرآن احکام میں کوئی اغلاق تھا ہی نہیں جس کے دور کرنے کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئی۔ قرآن اپنی معجزانہ وضاحت و بلاغت کے ساتھ **بلسان عربی مبین** اترا تھا اور رسول و صحابہ کی مادری زبان میں اترا تھا۔ جس کی ہر آیت کو ہر

صحابی بطور خود بقدر ضرورت سمجھ لیتا تھا بجا آوری احکام میں ہر صحابی سنت نبوی کا تبع تھا یعنی جس طریقے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم جس حکم کو انجام دیتے تھے تمام صحابہ بالکل اسی طرح انجام دیتے تھے اور اسی کا نام سنت ہے اسی کو قرآن مبین نے اسوۃ حسنۃ فرمایا ہے مگر اس کو حدیثوں نے عشاق کیدل گم کردہ کی طرح ایسا کھودیا کہ نہ ان کا تعامل ہی امت میں ایک طریقے پر بانہ روایتیں ہی ایک طرح کی ملتی ہیں ہر سنت کے متعلق مختلف و متضاد حدیثیں اس قدر ہیں کہ سنت صحیحہ ثابتہ کا پتہ لگانا محال نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اور یہ پتا لگانا بھی روایت پرستوں کا کام نہیں بلکہ جیسے قرآن مبین کے کامل اور مکمل ماننے والوں ہی سے ہوسکتا ہے۔

کون نہیں سمجھ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی آخری نماز جماعت صحابہ کی امامت فرماتے ہوئے جس طرح پڑھی تھی اس جماعت کے ہر صحابی نے بھی بالکل اسی طرح پڑھی تھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے پڑھی تھی اور اس نماز باجماعت کے بعد جب آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جماعت صحابہ کی امامت کی تو بالکل اسی طرح نماز پڑھائی تھی اور پھر تازندگی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالکل اسی طرح نماز پڑھتے رہے آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی طرح نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں۔ پھر حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی طرح نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں۔ پھر جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی طرح پڑھیں اور پڑھائیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی مجال نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی اس آخری نماز سے کسی بات میں ذرا سا بھی اختلاف کرتا نہ کسی صحابی کی مجال تھی۔ اگر ایک شخص بھی کسی رکن کسی بات میں ذرا سا بھی اختلاف رسول صلعم کی آخری نماز سے کرتا تو کوئی صحابی اس کے پیچھے کبھی نماز نہ پڑھتا اس لئے نماز کا طریقہ مسنونہ بلکہ مفروضہ تو وہی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی آخری نماز کا طریقہ تھا اور جو خلفائے راشدین کا طریقہ مطابق طریقہ نبویہ رہا۔

اگر حدیثیں اتباع سنت نبویہ کے لئے ہوتیں تو حدیثوں میں وہی ایک طریقہ نماز مذکور ہوتا اور ساری امت اسی ایک طریقہ سے نماز پڑھتی مگر کیا حدیثوں سے کوئی شخص بھی اس طریقہ مسنونہ کا پتا لگاسکتا ہے جو آخری طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تھا؟

محدثین نے اتنی مختلف و متضاد حدیثیں اپنے دفاتر میں بھردیں کہ بعدوالوں نے حدیثوں کے مطابق مختلف نمازیں تصنیف کرڈالیں ۔ آج منکرین حدیث پر اعتراض کیاجاتا ہے کہ یہ لوگ قرآن سامنے رکھ کر اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نیا دین تصنیف کررہے ہیں مگر یہی کام محدثین اور ان کے متبع فقہانے کیا تھا کہ مختلف و متضاد حدیثوں کو سامنے رکھ کر ہر فقیہ مجتہد نے ایک نیا دین تصنیف کرڈالا اس کے بعد فاما الذین اوتوالکتب من بعد هم لفی شک منه مریب کے مطابق بعد والوں کو اس کا پتہ لگانا سخت دشوار ہوگیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے راشدین کا طریقہ نماز و طریقہ ادائے زکوٰۃ و طریقہ صوم و طریقہ حج کیا تھا اور فصل خصوصیات وہ کس طرح فرماتے تھے ؟

توجو متضاد و مخالف حدیثیں سنت صحیحہ ثابتہ کو ضائع اور برباد کرنے کے لئے گھڑی گئیں اور محدثین نے نادانستہ یا دانستہ ہر طرح کی رطب و یابس روایتوں کو جمع کرکے رکھ دیا طرح واجب الاتباع سمجھو جامعین احادیث کو انبیاء و رسل سمجھو اور راویوں کو جبرائیل امین ۔

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا
کار ملت تمام خواہد شد

سوال (5) کا آخری ٹکڑا "جس کو ہم آج کی اصطلاح میں حدیث رسول کہتے ہیں" ۔

(جواب) حدیث رسول ہی نہیں بلکہ اس کو قرآن کے ساتھ **مثله معه** منزل من اللہ اور وحی متلو مانتے ہیں ۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ **مثله معه** والی حدیث موضوع و مکذوب صحاح کی کسی کتاب میں نہیں ہے آپ جانتے ہیں کہ اگر یہ حدیثیں بھی وحی منزل من اللہ ہوتیں تو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **فلعلک تارک بعض مایوحی الیک** ( ) "تو شاید تم بعض باتیں جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہیں ان کو چھوڑ دینے والے ہو" کے نزول کے بعد کبھی ان حدیثوں کو بالکل چھوڑ نہ دیتے بلکہ جس طرح قرآن مجید لکھوارہے تھے حدیثیں بھی لکھواتے ۔ یہ سمجھنا کہ حدیثیں اس لئے نہیں لکھوائیں کہ قرآن کے ساتھ مخلوط نہ ہوجائے اور وحی متلو و غیر متلو کا فرق باقی نہ رہے محض ایک فریب ہے آپ لکھنے والوں کی دو جماعتیں الگ الگ متعین فرمادیتے ایک جماعت صرف قرآن لکھتی اور دوسری جماعت صرف حدیثیں ۔ قرآن کے بارے میں آپ فرمادیتے کہ وحی متلو ہے نمازوں میں ان کی

قرات کا حکم ہے اور حدیثوں کے بارے میں آپ فرمادیتے یہ وحی غیر متلو ہیں ان کا پڑھنا نمازوں میں جائز نہیں۔ اسی طرح دونوں کے باہم مخلوط ہونے کا خطرہ مٹ جاتا۔ آخر مختلف و متعدد چھوٹی بڑی ایک سو چودہ سورتیں اتریں اور لکھنے والے انکو لکھتے رہے کیا ایک سورت کی آیتیں دوسری سورۃ کی آیتوں سے خلط ملط کبھی ہوئیں؟ جب ایک ہی مجموعے کی آیتیں باہم خلط ملط نہ ہوئیں تو وہ مجموعوں کی عبارتیں جن کے کاتبین بھی الگ الگ ہوتے کیوں باہم مخلوط ہوجائیں۔

آپ لوگوں نے تو ہر قول منسوب برسول صلی اللہ علیہ و سلم کو حدیث رسول و واجب الاتباع مثل قرآن مجید مان لیا ہے **وما انزل اللہ بھامن سلطان** ۔ آپ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا راوی عوف اعرابی جیسا شیطان خبیث ہے یا اسمٰعیل بن اویس جیسا کذاب ووضاع آپ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ امام بخاری کی کتاب میں یہ حدیث ہے اور جب صحیح بخاری میں ہے تو آپ کے نزدیک اس کا قول رسول ہونا قطعی و یقینی ہے اور امام بخاری سے صحابی مروی عنہ تک کے درمیان جتنے نام آتے ہیں وہ سب فرشتے تھے ان میں ہر ایک بجائے خود ایک جبرئیل تھا اس طرح کا ایمان روایت پرستوں ہی کو مبارک ہو ہم لوگ تو ہر حدیث منسوب برسول کو فاعرضوہ علی کتاب اللہ حکم نبوی کے مطابق قرآن مبین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور **فماوافقہ فاقبلوہ وماخالفقہ فردوہ** ارشاد نبوی کے موافق جو حدیث قرآن مبین کے خلاف پاتے ہیں اس کو رد کردیتے ہیں کیونکہ وہ دراصل حدیث رسول ہی نہیں ہے جو بات حدیث رسول نہ ہو اس کو حدیث رسول کہنا درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر جھوٹ بہتان باندھنا ہے اور **من کذب علی متعمد افلیبتوء مقعدہ من النار** (آنحضرت نے فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بات لگائے جان بوجھ کے وہ اپنی جگہ دوزخ میں ٹھہرا رکھے) اس حدیث کا اپنے کو مصداق بنانا ہے اس لئے کہ جو بات قرآن مبین کے خلاف ہے وہ کبھی قول رسول نہیں ہوسکتی یہ جانتے ہوئے بھی ایسی حدیثوں کو جو قرآن کے خلاف ہیں حدیث رسول کہے جانا اور ان کو قرآن کی طرح واجب الاتباع ماننا اور ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیت کا تاویل یا تنسیخ کی کوشش کرنا جان بوجھ کر مخالف قرآن جھوٹی بات کی تہمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر لگانا ہے۔

چھٹا سوال اور اس کا قرآنی جواب۔

مولانا یوسف کا سوال ۶ ، کیا قوم کی ہدایت صرف کتاب اللہ ہی سے ہوتی ہے ؟ یا پیغمبر بغیر کتاب اللہ کے اور بھی خدائی وحی سے (جس کو الہام یا القاء یا وحی کہتے ہیں) ہدایت کرتا ہے ؟

(جواب از قرآن مبین) اس کا جواب ۴ و ۵ کے ضمنیں قرآنی آیات کے ساتھ مذکور ہو چکا۔

اولم یکفہ انا انزلنا الیک الکتب یتلی علیھم

کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اسی کتاب کو اتار دیا جو برابر ان کے سامنے تلاوت کیجاتی ہے۔

کیا مولانا محمد یوسف صاحب بتا سکتے ہیں کہ کونسی وہ ہدایت ہے جس سے قرآن مبین خالی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو الہام یا القا یا غیر قرآنی وحی کے ذریعہ حاصل ہوئی ؟ اگر کسی حدیث صحیح میں واقعی ہدایت کی کوئی بات ہے تو یقینا اس کا ماخذ قرآن مبین ہی ہے وہ ہدایت ہرگز قرآن سے باہر نہیں۔ اور اگر وہ بات قرآن مبین سے مستنبط نہیں تو وہ ہدایت کی بات ہی نہیں ہے یقینا گمراہی وضلالت ہے۔ جو تزئین شیطانی کی وجہ سے ہدایت معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث یقینا موضوع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر افتراء و بہتان ہے۔

جو قرآن تبیانا لکل شئی اترا ہو یعنی دین کی ہر بات بیان کر دینے ہی کیلئے نازل کیا گیا ہو اس سے اگر کوئی ہدایت کی بات چھوٹ گئی تو وہ تبیانا لکل شئی کہاں رہا ؟ اور مافرطنافی الکتب من شئی ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے یہ دعوی کہاں صحیح ٹھہرا ؟ اس لئے ناممکن ہے کہ الہام و القاء وغیرہ سے ہدایت کی کوئی ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو بتائی گئی ہو جو قرآن سے بالکل باہر ہو اور اگر ایسی کوئی حدیث ہو تو وہ یقینا کسی ملحد کی من گھڑت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پر کھلا ہوا بہتان اور افترا ہے اور جو بات اس حدیث میں بیان کی گئی ہے وہ ہرگز ہدایت کی بات نہیں۔

ساتوں سوال اور اس کا قرآنی جواب۔

(مولانا یوسف کا سوال ۷) "کیا اختلاف احادیث جو ظاہری طور پر کسی حدیث میں نظر آتا ہو، یہ ملغ ہے قبول حدیث ہے"۔

ولوکان من عند غیر الله لوجدو فیه اختلافا کثیراء

اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے بن کر آیا

ہوا ہوتا تو اس میں لوگ ضرور بہت اختلاف پاتے۔

اس لئے حدیثوں کے باہمی اختلاف بیشک اس کی دلیل ہیں کہ یہ منجانب اللہ وحی نہیں ہیں۔

حدیثوں کے اختلاف کا کیا پوچھنا ہے کونسا ایسا دینی مسئلہ ہے جس میں مختلف اور متضاد حدیثیں نہ ہوں۔ روایت پرستوں کو سارے اختلافات محض ظاہری معلوم ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بباطن سب متحد و متفق ہیں حالانکہ اختلاف و اتحاد ایسی باتیں نہیں جن کا فرق معلوم نہ ہو مگر عقیدتمندوں کو دونوں چیزیں ایک ہی معلوم ہوتی ہیں۔

جو دست اہل تقوی میں گیا ساغ تو مے ساقی

عقیدت کی نظر میں انگبیں معلوم ہوتی ہے

آپ کا یہ سوال یقیناً اس معارضے کی پیش بندی ہے جو آپ آئندہ پیش کرینگے کہ اگر اختلافات کی وجہ سے حدیثیں قابل رد ہیں تو قرآن میں بھی معنوی اختلاف بہت کافی ہیں جیسا کہ تفسیروں سے ظاہر ہے اور لفظی اختلاف بھی کم نہیں جیسا کہ اختلاف قرات سے نمایاں ہے اس لئے اختلاف کی وجہ سے قرآن کو بھی رد کر دیجئے۔ تو یہ معارضہ صحیح نہیں کیونکہ معنوی اختلافات جو مفسرین اور فقہائے نے پیدا کئے ہیں ان اختلافات کا ذمہ دار قرآن مبین نہیں ہے بلکہ فرقہ بند مفسرین و فقہاء خود ہیں۔ ہر مفسر اور ہر فقیہ نے اپنے فرقے کے مسلک کے مطابق کھینچ تان کی ہے سارے معنوی اختلافات کی ذمہ داری مفسرین و فقہاء کی فرقہ بندی پر ہے۔ قرآن مبین میں کوئی اختلاف نہیں۔

اسی طرح اختلاف قرات ایرانی و کوفی منافقین کا محض افترا ہے قرات متواترہ کے خلاف

ساری روایتیں دوسری قراءتوں کی موضوع و مکذوب ہیں۔ قرآت متواترہ جو ساری دنیا میں مروج ہے اس کے سوا جو اور چھ قراءتوں کو متواتر کہا جاتا ہے ان میں سے کسی ایک کو متواتر ثابت کر کے کوئی دکھائے تو میں جانوں فان الم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ○ تو اگر تم نہ کرسکو اور کبھی نہ کرسکو گے تو بچو اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔

سوال ۸ اور اس کا قرآنی جواب۔

(مولانا یوسف کا سوال ۸) کیا یہ سب رواۃ حدیث کی فلاں صحیح فلاں ضعیف فلاں مجروح ہی فلاں میں تشیع ہے یا فلاں کاذب تھا یا فلاں کو نسیان تھا وغیرہ ذالک یہ احادیث کے رد کی وجہ ہے؟"

(سوال ۸ کا قرآنی جواب)

یاایھا الذین امنوا اذا جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ( )

اے ایمان والو جب تمہارے پاس کوئی بدکار کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو۔

راویان احادیث میں اکثریت مشتبہ ہی لوگوں کی ہے جن کے بارہ میں ائمہ جرح و تعدیل کو کوئی بات قابل جرح معلوم ہوسکی تو انہوں نے رجال کی کتابوں میں لکھ دی نہیں معلوم ہوتی تو پھر۔

ہر کہ را جامہ پارسا بینی

پارساوان و نیک مرد انگار

پر عمل کر کے ثقۃ اس کے متعلق لکھ دیا۔ اگر امام بخاری و امام مسلم و امام مالک نے اس سے روایت لی ہے تو پھر ان ائمہ محدثین کا بھرم رکھنے کے لئے ثقۃ کے ساتھ حجۃ اور ثبت بھی لگادیا۔ جو حدیثیں ان راویوں سے مروی ہیں ان کی معنوی نوعیتوں پر کبھی غور نہیں کیا۔ بہر حال جن پر جرحیں مذکور ہیں اور اکثر محدثین کا یہ متفقہ اصول ہے اور اصول ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تو پھر مجروحین کی روایتوں کی تو کرید کرنی چاہیئے شیعوں کا حال شیعوں کی کتابیں ہی دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کم سے کم اصول کافی ہی بغور مطالعہ کرلیا جائے جس کے یہاں تقیہ و کتمان دین کا جزو اعظم ہو

ہوا اسکے ظاہری زہد و تقویٰ سے دھوکا کھانا کیسی مہلک غلطی ہے۔ تفسیری روایتوں کو سدی و کلبی نے جس طرح گھڑ گھڑ کر پھیلایا اور باوجود اس کے کہ سارے ائمہ رجال ان دونوں کو کذاب لکھ رہے ہیں مگر تمام مفسرین ان کی روایتوں پر امنا و صدقنا کہے جاتے ہیں اور یہی حال تقریبا احادیث احکام کا ہے کہ ان کے راوی بھی کتنے سدی و کلبی کے ہم رنگ ہی ہیں۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ جتنے لوگ زیادہ حدیثیں روایت کرنے والے ہیں جو ایسے لوگوں سے روایتیں کرتے ہیں جن سے صرف وہی روایت کرتے ہیں دوسرا روایت نہیں کرتا جو ایسی حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو ان کے سواء کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا یہ سب مشتبہ اور مخدوش لوگ ہیں اگر آپ فرمائیں گے تو انشاء اللہ میں ایسے مفسدین احادیث کے اسماء گرامی لکھ کر پیش کردوں گا۔ مولانا! اہلحدیث ہونا، حدیث کی کتابیں پڑھ لینا بلکہ پڑھاتے رہنا اور باتیں ہیں اور حدیث کی فن کا جاننا کچھ اور ہی چیز ہے۔

نویں سوال کا قرآنی جواب۔

(**مولانا یوسف کا سوال ۹**) "کیا وہی اعتراض جو احادیث پر وارد ہوتے ہیں خواہ کوئی بھی اور کیسا بھی ہو وہی اعتراض اگر قرآن پیش کرے منکر قرآن مجید پر یا آپ کا خصم بطور الزام پیش کرے تو قرآن پاک کو رد کیا جائے گا؟

(**سوال ۹ کا قرآنی جواب**)

ان الذین یلحدون فی آیتنا لایخفون علینا الایہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الآیہ

اگر تمہیں کچھ شک ہو اس کتاب کے بارے میں جسے ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس کے مثل ایک سورہ ہی بنا کر پیش کرو۔

مولانا! جو اعتراضات حدیثوں پر ہوتے ہیں ان میں کا ایک اعتراض بھی قرآن مجید پر وارد نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ حدیثوں پر آپ کے سامنے اعتراضات پیش کر رہے ہیں وہ ایمانا و دیانتا پیش کر رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ بول رہے ہیں اس کے متعلق قیامت کے دن

ان کو حساب دینا ہوگا مگر آپ قرآن مجید پر کوئی اعتراض بھی ایماناو دیانتا نہیں کر سکتے ۔ اگر کر سکتے ہیں تو کیجئے مگر قیامت کی باز پرس کا خیال رکھتے ہوئے ۔

باقی رہے منکرین قرآن یا شیعہ حضرات جو قرآن مجید میں تحریف ثابت کرتے رہتے ہیں چونکہ وہ اس قرآن کے محفوظ من اللہ پر ایمان نہیں رکھتے تو ان کے اعتراضات کی بنیاد آپ ہی کی حدیثوں پر ہوا کرتی ہے ان کے جو اعتراضات ملاحدہ عجم اور منافقین کوفہ و شام و عراق وغیرہ کی من گھڑت روایتوں کی بنیاد پر ہیں ان کا جواب تو روایت پرستوں ہی کو دینا چاہیئے ۔ منکرین احادیث موضوعہ ان جھوٹی حدیثوں کو مانتے ہی کب ہیں وہ صاف کہہ دیں گے کہ یہ حدیثیں منافقین کی من گھڑت ہیں ہم انہیں نہیں مانتے ۔

اور جو عقلی اعتراضات وہ اپنی بے عقلی کی وجہ سے کرینگے ان کے جوابات عقلی دلائل قاطعہ سے دیئے جائیں گے اور جب عقلی اعتراضات ہوتے ہیں ان کے عقلی جوابات ضرور دیئے گئے ہیں اور دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ جو اعتراضات حدیثوں پر ہیں ان میں کا ایک اعتراض بھی قرآن مجید پر درا کر کے دیکھئے کیسا شافی جواب ملتا ہے مگر ذرا سوچ سمجھ کر میدان میں اتریئے گا۔

دسواں سوال اور اس کا قرآنی جواب ۔

(مولانا یوسف کا سوال ۱۰) کیا جس مجموعہ مستند کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا یہ موجودہ قرآن وہی ہے ؟"

(سوال ۱۰ کا قرآنی جواب)

ذلک الکتب لاریب فیه (۲،۲)

یہ کتاب اس میں کسی قسم کا شک نہیں۔

قل الله شهید بینی و بینک واوحی الی هذا القرآن (۱۰)

کہہ دو اے رسول کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان

گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کا معجزانہ تواتر جو عہد نبوی سے لیکر آج تک کتابتا تلاوتا قراءتا تعلیما حفظا ہر طرح سے غیر منقطع تسلسل کے ساتھ ساری دنیائے اسلام میں چلا آرہا ہے وہی اس سوال کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے کافی ہے مجھ کو کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

گیارہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب۔

(مولانا یوسف کا سوال ۱۱) "کیا جو حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلادیئے تھے؟ صرف ایک رکھا تھا؟ کیا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستند اور کتابی شکل میں صحابہ کو دیا تھا یا جو جلادیئے گئے تھے ان میں سے کوئی تھا یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور مختلف لغات میں صحابہ کو دیئے تھے آخر وہ کیوں جلائے گئے اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا اور وہ کونسی زبان ولغت صحیحہ کی بناء پر رائج الوقت قرار دیا گیا تھا؟"

(سوال ۱۱ کا قرآنی جواب)

لولا جاء و اعلیه باربعته شهداء ج فاذلم یاتوا

بالشهداء فاولئک عندالله هم الکذبون ○

کیوں نہیں اس بہتان پر چار گواہ لائے؟ تو جب وہ گواہ

کو نہ لاسکے تو وہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

کسی پر تہمت لگانا کسی پر بہتان باندھنا کھیل نہیں ہے یہ زنا اور بدکاری کی تہمت سے زیادہ سخت اور سنگین تہمت ہے۔ جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر لگائی گئی ہو کیا مولانا یوسف کم سے کم چار صحابہ اور چار تابعی اور چار اتباع تابعین یعنی ہر دور کے چار گواہ اس روایت مکذوبہ پر لاسکتے ہیں؟

میرے دوست مولانا یوسف صاحب نے اپنے اس گیارہویں سوال کے ضمن میں حسب ذیل سوالات کئے ہیں۔

(۱) حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلادیئے تھے؟ صرف ایک رکھا تھا؟

اس کا جواب ضرور ہمارے ذمے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا تھا۔ نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی نسخہ جلایا تھا نہ صرف ایک نسخہ رکھا تھا قرآن ہر صحابی کے گھر میں تھا سب کے سب قرآن دیکھ دیکھ کر پڑھتے تھے اور زبانی بھی پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیوں کسی نسخے کو جلانے لگے اور اگر ایسا کرتے تو کیا کوئی صحابی بھی اس کو برداشت کر سکتا تھا؟

(ب) کیا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستند اور کتابی شکل میں صحابہ کو دیا تھا؟

(ج) یا جو جلادیئے گئے تھے ان میں سے کوئی تھا؟

(د) یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور مختلف لغات میں صحابہ کو دیئے تھے؟

(ہ) آخر وہ کیوں جلادیئے گئے؟

(و) اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا؟

(ز) اور دونوں سی لغت و زبان صحیحہ کی بناء پر رائج الوقت قرار دیا گیا؟

یہ (ب) سے لیکر (ز) تک چھ سوالات ہم جیسوں سے پوچھنا تو بالکل غلط ہے جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض نسخہائے قرآن کے واقعہ ہی کو محض جھوٹ بہتان اور افترا جانتے اور مانتے ہیں نہ ان سے یہ چھ سوالات کئے جاسکتے نہ وہ ان کے جوابات کے ذمہ دار ہیں۔

البتہ مولانا یوسف صاحب کو لازم ہے کہ یہ چھ سوالات بلکہ ساتوں سوالات امام بخاری سے کریں یا ابن شہاب زہری سے جو تنہا اس روایت مکذوبہ کے راوی ہیں۔

اگر کسی صوفی سے کشف قبور کا طریقہ سیکھ کر اور اس کی مشق بہم پہنچا کر میرے دوست مولانا محمد یوسف صاحب امام بخاری اور ابن شہاب زہری کی قبروں پر جاکر مراقب بیٹھ جائیں تو نہایت آسانی کے ساتھ دونوں سے یہ ساتوں سوالات کر سکتے ہیں بلکہ ایک آٹھواں سوال میری طرف سے بھی کرکے اس کا جواب بھی پوچھیں کہ۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف ایک نسخہ قرآن رکھ کر باقی سب نسخوں کو
جلانے لگے تھے اس وقت کسی صحابی کے دل میں بھی حمایت قرآن کا جذبہ پیدا نہ ہوا تھا؟

کہ سے کرم علی مرتضی رضی اللہ عنہ تو ذوالفقار کھینچ کر کھڑے ہو جاتے کہ

ہم کتاب اللہ کو کبھی جلانے نہ دیں گے؟ آخر تمام صحابہ کو کیا ہو گیا تھا کہ قرآن

کے نسخے جلتے ہوئے چپ چاپ دیکھتے رہے اور حضرت عثمان کو اس کار بد سے روکا تک نہیں؟

جب ان سوالوں کے جوابات امام بخاری و ابن شہاب زہری کی روحوں سے مل جائیں تو ان کو ازراہ کرم اس رسالہ طلوع اسلام میں بھی شائع فرما کر ہم لوگوں کو بھی مستفیض ہونے کا موقع دیں۔

ورنہ ایک جھوٹی روایت کی بنیاد پر جو گمراہ کن سوالات ہوں ان کے جوابات ان لوگوں سے کیوں پوچھے جائیں گے جو اس روایت ہی کو جھوٹی اور اس واقعہ ہی کو بالکل غلط اور ناشدہ یقین کرتے ہیں

مولانا محمد یوسف صاحب کا بارہواں اور آخری سوال اور اس کا قرآنی جواب

(مولانا محمد یوسف کا سوال ۱۲) پھر اس کا کیا ثبوت کہ موجودہ قرآن پاک یہ وہی ہے اور ہو بہو وہی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے سامنے بطور تلاوت پیش کیا تھا یا جبرئیل نے حضور پر اس کو پیش کیا تھا؟

(سوال ۱۲ کا قرآنی جواب)

نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون( )

ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم بیشک ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید( )

باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے یہ حکمت

وحمد کے مالک کی طرف سے اتری ہوئی کتاب ہے۔

یہ مذکورہ بالا دو آیتیں اس ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ موجودہ قرآن پاک جو معجزانہ تواتر کے ساتھ تقریبا پورے چودہ سو برس سے چلا آرہا ہے اور ساری دنیائے اسلام میں مروج ہے ہر مسلم گھر میں ہر زمانے میں عہد نبوی سے لیکر آج تک موجود ہے اور موجود رہا یہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا جس کو آپ تلاوت فرماتے تھے اور تمام صحابہ تلاوت کرتے تھے ہو بہو وہی ہے

وکفی باللہ شہیدا اور مجھ کو یقین ہے مولانا یوسف کا ایمان بھی اسی عقیدے پر ہے۔

میں نے بعونہ تعالیٰ و بفضل عزوجل اپنے دوست جناب محترم مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہلحدیث کراچی کے بارہ سوالات کے جوابات قرآن مجید کی آیتوں سے دیدیئے۔ امید ہے کہ مولانا تعصب اور غلو سے کام نہ لیں گے اور ٹھنڈے دل سے ان جوابات پر غور فرمائیں گے۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں ان حدیثوں کو جو قرآن مبین کے مطابق ہیں اور اسی وجہ سے اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہو سکتی ہے قرآن مجید کی تفسیر سمجھتا ہوں اور ان کی دینی اہمیت پوری طرح جانتا اور مانتا ہوں میں خود قرآن کی تفسیر اپنی سمجھ کے مطابق کروں مجھ کو اس کا حق ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن مجید کی تبلیغ و تعلیم و تبیین ہی کے لئے مبعوث ہوئے ان کو قرآنی آیات کی تفسیر بیان فرمانے کا کوئی حق نہ تھا؟ کوئی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں سمجھ سکتا مگر تفسیر کے متن قرآن کے سیاق و سباق کے مطابق اصول ادب عربی کے مطابق ہونا چاہیئے نہ کہ۔

"من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید"

کی مصداق ہو؟ جب کوئی حدیث صحیح یعنی مطابق قرآن مجھے مل جاتی ہے تو اس سے سرتابی کفر سمجھتا ہوں۔

لیکن نہ رواۃ حدیث کو جبرئیل امین سمجھتا ہوں نہ محدثین کو پیغمبر اس لئے میں صحاح ستہ یا بخاری و مسلم کا پرستار نہیں ہوں۔ تدبر فی القرآن کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور نقد احادیث کی ایک حد تک صلاحیت بھی فن رجال کی کوئی گھاٹی غالباً مجھ سے چھوٹی نہیں ہے۔ اس فن میں میری خود متعدد تصنیفیں ہیں غرض احادیث کی متن و اسناد سب پر کافی غور کر کے ان کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کرتا ہوں اور دیانتاً فیصلہ کرتا ہوں۔ میں کسی فرقے کا آدمی نہیں صرف مسلم ہوں اور میرا دین صرف اسلام ہے ستر کے قریب پہنچ چکا ہوں مرنے کے دن قریب ہیں قیامت کی باز پرس سے بہت ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے آمین ثم آمین لیکن میں بھی انسان ہوں مجھ سے بھی غلطی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے اور باوجود اس تحدیث نعمت کے جو ابھی کی مجھ کو اپنے جہل کا اعتراف ہے اس لئے جو

شخص مجھ کو میری غلطیوں سے مطلع کر دے میں اس کا شکر گزار ہی رہوں گا۔

والسلام علے من اتبع الھدے

تمنا عمادی مجیبی پھلواروی

طلوع اسلام

ہم نے علامہ تمنا کی

تمنا کے مطابق ان کے جوابات شائع کر دیئے ہیں اگر ہم خود اس موضوع پر قلم اٹھاتے تو ہم علامہ یوسف صاحب سے صرف اتنی بات پوچھتے۔

(الف) آپ یہ مانتے ہیں یا نہیں کہ جو قرآن اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے وہ حرفاً حرفاً وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم پر وحی کیا اور جسے رسول اللہ صلعم نے محفوظ شکل میں امت کو دیا؟

(ب) کیا حدیث کی کوئی کتاب بھی ایسی ہے جسے رسول اللہ صلعم نے محفوظ شکل میں امت کو دیا تھا اور وہ حرفاً حرفاً اسی طرح آج تک محفوظ ہے؟

OOOOOOO

حقیقت حدیث

قرآن میں ہے کہ جب منکرین قرآن نے دیکھا کہ ہم کسی صورت میں بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ دلائل سے نہ اس کی تعلیم کے نتائج کے پیش نظر، تو انھوں نے سوچا کہ ان حالات میں کامیابی کی ایک ہی شکل ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن سننے سے روکا جائے اور جہاں کہیں قرآن پیش کیا جارہا ہو وہاں اتنا شور مچا دیا جائے کہ کسی کے کان میں اس کا لفظ پڑنے نہ پائے۔

وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھذا القرآن
والغوا فیه لعلکم تغلبون (۲۶،۴۱)

منکرین قرآن یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو مت سنو اور

اس میں شور مچاؤ شاید تم اس طریق سے غالب آجاؤ۔

یہ کیفیت نبی اکرمؐ کے زمانے کے منکرین قرآن کے ساتھ ہی مخصوص نہیں تھی۔ قرآن کے ساتھ آج تک یہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور یہی کچھ خود ہمارے سامنے ہو رہا ہے۔ ذرا سوچئے کہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک مسلمان اس حقیقت پر ایمان رکھنے کا مدعی ہے کہ قرآن ہمارے لئے قیامت تک مکمل اور واحد ضابطہ حیات ہے یہ زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہ نمائی کرتا ہے۔ اس کی تعلیم بے مثل و بے نظیر ہے۔ اس کی اطاعت سے ہم دنیا اور آخرت میں سرفروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگر تمہارا یہی ایمان ہے تو جن غیر قرآنی نظریات و معتقدات پر تم نے اپنی شریعت کو متشکل کر رکھا ہے۔ انھیں چھوڑ کر زندگی کا ضابطہ خالص قرآنی اصولوں پر استوار کرو تو چاروں طرف سے شور مچا دیا جاتا ہے کہ ایسا کہنے والے کا گلا گھونٹ دو یہ تمہیں گمراہ کر رہا ہے۔ اگر تم نے اس کی آواز سن لی تو تمہاری عاقبت خراب ہو جائے گی تم دین اور دنیا میں کہیں کے نہ رہو گے۔ اور حیرت بالائے حیرت کہ ان شور مچانے والوں میں پیش پیش وہ طبقہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو حاملین شرع متین اور محافظین دین مبین قرار دیتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ زیر آسمان اس سے بڑھ کر عبرت و موعظت کا کوئی اور مقام بھی ہو سکتا ہے کہ جس روش کو اللہ تعالیٰ نے "الذین کفروا" منکرین قرآن کا مسلک بتایا تھا اسے "الذین امنوا،

(قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعی) اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس شد و مد سے اس پر عمل پیرا ہیں کہ بایدوشاید سورج کی آنکھ نے اس سے بڑھ کر طرفہ تماشا شاید ہی کہیں اور دیکھا ہو۔

آپ طلوع اسلام کا مطالعہ ۱۹۳۸ء سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ اس کی قطع کردہ منزل پر ایک تیرتی ہوئی نگاہ ڈالنے اور نہایت محتسبانہ نظر سے دیکھئے کہ آپ کو کوئی مقام بھی ایسا ملتا ہے جہاں اس نے قرآن کا دامن چھوڑا ہو؟ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھئے کہ اس کی زندگی میں کوئی وقت ایسا آیا ہے جب عصا بردارانِ شریعت اس کے پیچھے لٹھ لے کر نہ پھر رہے ہوں؟ اگر آپ کو اس سے پہلے اس طرف توجہ دینے کا موقع نہ ملا ہو تو آج اپنے سامنے دیکھئے کہ اس کی مخالفت میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ کوئی محراب و منبر بھی ایسا ہے (الا ماشاء اللہ) جو اس کے خلاف دشنام طرازیوں کی نشر گاہ نہ بن رہا ہو اور عباؤں اور قباؤں پر مشتمل کوئی مجمع بھی ایسا ہے جہاں اس کے خلاف محاذ بنانے کی تدابیر خود ان کے لئے غارت گر سکون و اطمینان اور ان کے مقلدین و متبعین کے لئے وجہ حصول جنت نہ قرار پا رہی ہو؟ اور یہ سب کچھ کس جرم کی پاداش میں؟ صرف اس جرم کی کہ طلوع اسلام یہ کہتا ہے کہ

لاالٰہ الااللہ - محمد رسول اللہ

اطاعت خدا کے سوا کسی اور کی جائز نہیں - اور محمد اس کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔

اس مقصد کیلئے ان حضرات نے عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کی خاطر چند لیبل تراش رکھے ہیں جس کے ساتھ وہ لیبل چپکا دیا جائے عوام اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ان کی یہ "لیبل تراشی" جنس تدبیر کوئی نئی نہیں۔ بہت پرانی ہے۔ گزرے ہوئے زمانوں کی تاریخ کو چھوڑیئے۔ ابھی چند سال پہلے مثلاً "وہابی" کا لیبل یہی کام دیا کرتا تھا۔ آپ نے وہ قصہ تو سنا ہوگا کہ کسی گاؤں میں مسجد کا ملا کسی بات پر (ہندو) بنئے سے ناراض ہوگیا اور اس سے کہا کہ اب دیکھو میں تمہارا حشر کیا کرتا ہوں۔ جمعہ کی نماز کے لئے لوگ جمع ہوئے تو مولوی صاحب نے خطبہ میں فرمایا کہ مسلمانو! تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ تمہارے گاؤں میں کیا قیامت برپا ہوگئی ہے! تمہارے گاؤں کا بنیا وہابی ہوگیا ہے بس پھر کیا تھا؟ مجمع اٹھا اور بنئے کی دکان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ عوام کی تو کیفیت ہی یہی ہوتی ہے۔ اسی قسم کا ایک لیبل ہے "منکرین حدیث" جو ان "مجاہدین" کی طرف سے آج کل طلوع اسلام کے خلاف دھڑا دھڑ استعمال ہو رہا ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ اس لیبل کے معنی کیا ہیں اور طلوع اسلام کا فی الواقعہ کوئی جرم ایسا ہے جس کی بنا پر اسے حوالہ دار و رسن کرنے کے منصوبے باندھے جاتے ہیں اور اسے چھونے والوں کو جہنم کا ایندھن

قرار دیا جاتا ہے!

"منکر حدیث" کے لفظی معنی ہیں۔ "حدیث کا انکار کرنے والا" ہم پوچھتے یہ ہیں کہ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو حدیث کے وجود کا انکار کرے؟ خود طلوع اسلام کے پاس حدیث کی کتابوں کی بڑی بڑی ضخیم جلدیں موجود ہیں جن کے اقتباسات اس میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ کیا اس کے بعد کوئی سلیم العقل انسان ایسا کہہ سکتا ہے کہ طلوع اسلام حدیثوں کے وجود کا منکر ہے؟

اس قسم کا دوسرا لیبل ہے (بلکہ اسے اسی لیبل کی "دوسری طرف" سمجھئے) "اہل قرآن" "اہل قرآن" کے معنی ہوئے "قرآن والا"۔ ہم پوچھتے یہ ہیں کہ کیا کوئی مسلمان بھی ایسا ہے۔ جو یہ کہے کہ وہ "قرآن والا" نہیں؟ اس میں شبہ نہیں کہ اس سے ذرا پہلے ایک مذہبی فرقہ ایسا پیدا ہوا تھا جسے "اہل قرآن" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (معلوم نہیں انہوں نے اپنا نام خود ایسا رکھا تھا یا اسے ان کے ساتھ بطور لیبل چپکا دیا گیا) لیکن طلوع اسلام اصولاً اس حقیقت کا اظہار بار بار کر چکا ہے کہ اس کے نزدیک مذہبی فرقہ بندی (از روئے قرآن) شرک ہے اس لئے اسے کسی مذہبی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جہاں تک "اہل قرآن" (کے فرقے) کا تعلق ہے۔ طلوع اسلام ان کے مسلک پر کئی بار تنقید کر چکا ہے کہ ان کے سامنے بھی دین کی صحیح راہ نہیں آسکی۔

یہ تو ہوا ان لیبلوں کا ماجرا۔ اب یہ دیکھئے کہ طلوع اسلام کہتا کیا ہے؟ طلوع اسلام کی دعوت یہ ہے کہ

(i) دین اس ضابطے کا نام ہے جس کے مطابق تمام انسانوں کو ایک نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

(ii) یہ دین صرف خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ مل سکتا ہے۔

(iii) یہ دین آخری مرتبہ اپنی مکمل شکل میں نبی اکرمؐ کی وساطت سے ملا اور اب قرآن کے اندر محفوظ ہے جس کا حرف حرف وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اس لئے اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔

(iv) قرآن میں بالعموم دین (ضابطہ حیات) کے اصول دیئے ہوئے ہیں جو قیامت تک غیر متبدل رہیں گے۔ نہ ان میں کسی ترمیم و تنسیخ کی گنجائش ہے نہ ردوبدل کا امکان۔

(v) ہر دور کے مسلمان اپنے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق ان ابدی، محکم، غیر متبدل اصولوں کی روشنی میں جزئی احکام خود مرتب کرینگے۔ اس قسم کی ترتیب احکام انفرادی کام نہیں بلکہ یہ سب کچھ ملت کے اجتماعی نظام کی طرف سے ہوگا۔ چونکہ ہر دور میں زمانے کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان جزئی احکام میں بھی ردوبدل کا امکان ہے۔ جب ضرورت پڑے مسلمانوں کا اجتماعی نظام ان میں مناسب تغیر و تبدل یا ترمیم و تنسیخ کر سکتا ہے اور ان کی جگہ نئے احکام بھی مرتب کر سکتا ہے۔

(vi) سب سے پہلا قرآنی نظام خود رسول اللہ نے قائم کیا اور مندرجہ بالا اصول کے ماتحت آپ نے اپنے رفقائے کار (صحابہ کبار) کے مشورے سے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآنی اصولوں کے جزئی احکام مرتب فرمائے۔

(vii) اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا کہ دین کے اصولوں کی طرح یہ جزئی احکام Bye_Laws بھی ابدی طور پر غیر متبدل رہنے چاہئیں تو وہ ان جزئی احکام کو بھی خود ہی متعین کر کے وحی کے ذریعے نازل کر دیتا اور انہیں قرآن کے اندر قیامت کیلئے محفوظ کر دیتا۔

اور اگر خود رسول اللہ کا یہ منشا ہوتا کہ حضور کے متعین فرمودہ جزئی احکام قیامت تک کے لئے غیر متبدل اور واجب الاطاعت رہیں تو جس طرح آپ نے قرآن کریم کو لفظاً لفظاً لکھوا کر، زبانی یاد کرا کر محفوظ شکل میں چھوڑا تھا۔ اسی طرح اپنے ان احکام کا ایک مجموعہ خود مرتب فرما کر امت کو دیکر جاتے۔

لیکن نہ تو خدا نے ان احکام کو خود متعین کر کے انہیں قرآن کے اندر محفوظ رکھا اور نہ ہی رسول اللہ نے اپنے احکام (اقوال و افعال) کا کوئی مجموعہ مرتب فرما کر مستند شکل میں امت کو دیا۔

خدا نے بھی صرف قرآن نازل کیا اور رسول اللہ نے بھی امت کو قرآن ہی دیا اور اسی قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا۔

اس لئے دین کا ضابطہ جو ابدی طور پر واجب الاطاعت اور غیر متبدل ہے خدا اور اس کے رسول کے محولہ بالا فیصلے کے مطابق قرآن ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

(viii) رسول اللہ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی قرآن کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا کافی انتظام کیا۔ لیکن رسول اللہ کے احکام (احادیث) کا کوئی مجموعہ مرتب نہ کیا بلکہ کئی ایک معاملات میں رسول اللہ کے فیصلوں کو

بدل بھی دیا کیونکہ اس وقت وہ حالات بدل چکے تھے جن کے پیش نظر رسول اللہ نے وہ فیصلے صادر فرمائے تھے اور اس تے دور کے تقاضے کچھ اور چاہتے تھے۔

(ix) رسول اللہ کے پردہ فرمانے کے قریب سوا سو سال بعد ۱۴۰ھ میں امام مالک نے ان روایات کو جمع کیا جو رسول اللہ کے اقوال و افعال سے متعلق لوگوں میں مشہور تھیں۔ اس مجموعہ کا نام موطا ہے جس میں تین سو سے پانچ سو تک روایات ہیں۔

رسول اللہ کی وفات کے قریب اڑھائی سو سال بعد امام بخاری نے اسی قسم کی روایات کو جمع کرنا شروع کیا اور قریب چھ لاکھ روایات اکٹھی کیں۔ ان میں سے انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق قریب چھ ہزار روایات کو منتخب کر لیا۔ باقی پانچ لاکھ چورانوے ہزار کو چھوڑ دیا۔ (اور اگر مکررات کو الگ کر دیا جائے تو صرف دو ہزار کو منتخب کیا اور باقی پانچ لاکھ اٹھانوے ہزار کو چھوڑ دیا) اس کا نام ہے صحیح بخاری۔

ان کے بعد بہت سے اور حضرات نے بھی اسی قسم کی روایات جمع کیں۔ ان تمام روایات کے مجموعوں کا نام ہے احادیث (حدیث کے معنی ہیں بات۔ احادیث کے معنی ہوئے رسول اللہ کی باتیں۔ روایت کے معنی ہیں کسی سے سنی ہوئی۔ لہذا صحیح بخاری سے مراد ہیں رسول اللہ کی وہ باتیں جو امام بخاری نے رسول اللہ کی وفات کے قریب اڑھائی سو سال بعد لوگوں سے سنکر جمع کیں)

(x) ان احادیث کے متعلق اب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے اسی طرح سے وحی ہوئی تھیں جس طرح قرآن کریم وحی ہوا تھا اور یہ قرآن کے ساتھ ساتھ کے ہم پایہ قیامت تک کے لئے واجب الاطاعت اور غیر متبدل ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ روایات قرآن کے ساتھ قرآن کے ہم پایہ وحی ہوئی تھیں اور قیامت تک کے لئے غیر متبدل رہنی تھیں تو اللہ تعالیٰ کو چاہیئے تھا کہ انہیں قرآن کے ساتھ نازل کرتا اور رسول اللہ کو چاہیئے تھا کہ قرآن کی طرح ان کا محفوظ اور مستند مجموعہ امت کو دے کر جاتے۔ نہ اللہ نے ایسا کیا نہ اس کے رسول صلعم نے اڑھائی سو سال بعد امام بخاری نے ان روایات کو جمع کیا اور چھ لاکھ چورانوے (بلکہ اٹھانوے) ہزار کو اٹھا کر پھینک دیا اور صرف چھ ہزار (یا دو ہزار) کو اپنے مجموعہ میں لکھ لیا۔ (معلوم نہیں کہ خود امام بخاری نے کس وحی کی بناء پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ پانچ لاکھ چورانوے ہزار تو وحی شدہ روایات نہیں ہیں اور صرف یہ چھ (یا دو) ہزار روایات وحی شدہ

قرآن کے ساتھ قرآن کی ہم پایہ ہیں جن میں اب قیامت تک کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا)

ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا اور رسول تو ایک طرف خود ان احادیث کے جمع کرنے والوں کے پیش نظر بھی یہ بات نہ تھی کہ ان مجموعہ روایات وحی منزل ہے دین کا جزء ہے۔ قیامت تک کے لئے غیر متبدل ہے۔ اس زمانے میں رسول اللہ اور حضور کے عہد ہمایوں کی تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا تو ان حضرات (جامعین احادیث) نے اسی تاریخ کو اس انداز سے لکھا کہ اس زمانے سے متعلق جو بات سنی اور اسے اپنی دانست میں اپنے مقرر کئے ہوئے معیاروں کے مطابق قابل قبول سمجھا، اسی طرح درج کتاب کرلیا۔ چنانچہ خود امام بخاری نے اپنے مجموعے کا نام "رسول اللہ اور آپ کے زمانے کی تاریخ" رکھا تھا۔ اس بات میں ایک بہت بڑے حامی حدیث محترم مناظر احسن گیلانی صاحب یہ کہنے کے بعد کہ احادیث کے مجموعے دراصل اس دور کی اہم تاریخی تعبیرات ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"بسوا اس کے سچ یہ ہے کہ بالکلیہ یہ میری تعبیر ہے بھی نہیں فن حدیث کے سب سے بڑے امام امام الائمہ امام بخاری نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے اگر اسی پر غور کرلیا جائے تو باسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ سمجھنے والوں نے ہمیشہ اس فن کو اسی نگاہ سے دیکھا ہے امام بخاری کی کتاب آج تو صرف "بخاری شریف" کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ سب کتاب کا اصلی نام نہیں ہے بلکہ خود امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام "الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ وایامہ" رکھا ہے۔ اس میں امور اور ایام کے الفاظ قابل غور ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی صحیح تعریف امام بخاری کے نزدیک ان تمام امور کو حاوی ہے جن کا کسی نہ کسی حیثیت سے آنحضرت سے تعلق ہو آگے ایام کے لفظ نے تو اسکی تعریف کو اور بھی وسیع کردیا یعنی وہی بات جو میں نے عرض کی تھی کہ فن حدیث دراصل اس عہد اور زمانے کی تاریخ ہے جس میں محمد رسول اللہ جیسی ہمہ گیر عالم پر اثر انداز ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطا ہوئی۔ (ترجمان القرآن بابت جون اگست ۱۹۴۰ء)

بالکل یہی بات ہم کہتے ہیں یعنی یہ کہ مجموعے احادیث نبی کریمؐ اور آپ کے صحابہ کے زمانے کی تاریخ ہے جو روایات کی شکل میں لکھی گئی ہے اس تاریخ کے مجموعے میں جہاں بہت سا حصہ ایسا ہے جس سے حضور نبی اکرم کی سیرت طیبہ کے بڑے بڑے درخشندہ گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اور جس روشنی سے ہماری زندگی کے راستے کے پیچ و خم منور ہوسکتے ہیں۔ وہاں اس میں ایسی ایسی باتیں بھی مل گئیں ہیں (یا معاندین نے دانستہ ملادی ہیں)......

جنہیں کسی صورت میں بھی حضور کی ذات گرامی کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس تاریخی مواد سے اس قسم کی تمام بیہودہ باتوں کو الگ کر دیا جائے تاکہ حضور کی سیرت مقدسہ اپنی خالص اور نورانی شکل میں نکھر کر سامنے آجائے۔ سوال یہ پیدا ہو گا کہ اس چھان بین (یا کانٹ چھانٹ) کا معیار کیا ہو گا؟ اس کا جواب بالکل صاف اور واضح ہے ہمارے پاس خدا کی کتاب اپنی اصلی اور مکمل صورت میں موجود ہے اس کتاب میں جس طرح دین کے غیر متبدل اصول دیئے گئے ہیں اسی طرح نبی اکرم کی سیرت مقدسہ کے اہم گوشے بھی درج ہیں اس کے علاوہ نبی اکرم خود قرآن کی اتباع کرتے تھے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ کی حیات طیبہ کا کوئی جزو بھی قرآن کے خلاف جائے لہذا اس تاریخی مسالہ کو پرکھنے کے لئے ہمارے پاس نہایت صحیح اور محکم معیار خود کتاب اللہ ہے۔ اس میں جو بات بھی قرآن کے خلاف نظر آئے یا ایسی ہو جس سے حضور کی شان میں طعن پایا جاتا ہو اسے بلا ادنیٰ تامل الگ کر دیا جائے اور باقی حصہ کو نکھار کر ایک جگہ جمع کر لیا جائے تاکہ اس سے تاریخی کام لیا جاسکے۔ یہ ہماری تاریخ کا گراں بہا سرمایہ ہو گا جس پر ہم بجا طور پر ناز کر سکیں گے۔

یہ ہے حدیث کے متعلق ہمارا مسلک اور اسی مسلک کی طرف طلوع اسلام مسلسل دعوت دیتا چلا آرہا ہے لیکن مولوی صاحبان کا فتویٰ ہے کہ یہ انکار حدیث ہے لہذا الحاد ہے بے دینی ہے ارتداد ہے بنا بریں طلوع اسلام گردن زدنی ہے۔ گفتنی ہے اور نہ معلوم کیا کیا ہے؟ ان حضرات کا ارشاد یہ ہے کہ بخاری شریف اور اسی قسم کی روایات کے دوسرے مجموعے (جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے) خدا کی طرف سے وحی شدہ ہیں اور ان کا پایہ بالکل قرآن کے برابر ہے۔ (مثلہ، معہ) جو کچھ ان میں لکھا ہے وہ قرآن ہی کی طرح غیر متبدل دین ہے اسے اس طرح سے ماننا ہو گا جو ایسا ایمان رکھتا وہ منکر حدیث ہے اس کا خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

حدیث کی حیثیت کے متعلق ہم نے جو کچھ اوپر لکھا ہے مولوی صاحبان اس کا جواب تو دیتے نہیں لیکن گالیوں کی بوچھار ضرور شروع کر دیتے ہیں۔ ان گالیوں میں بھی ان کا انداز یہ ہوتا ہے کہ طلوع اسلام سے الجھتے الجھتے خود خدا اور اس کی کتاب کے خلاف زہر افشانی شروع کر دیتے ہیں۔ جس زمانے میں مسلمانوں کے ساتھ آریوں اور عیسائیوں کے مناظرے ہوا کرتے تھے ان میں انداز یہ ہوتا تھا کہ جونہی مسلمان مناظر نے وید کے متعلق کچھ کہا تو آریہ پنڈت نے جھٹ سے اسی قسم کا اعتراض قرآن کے خلاف جڑ دیا۔ یہی انداز میرزائیوں کے خلاف مناظرہ میں ہوتا تھا۔ جونہی کسی نے میرزا صاحب کی کسی بات پر اعتراض کیا انہوں نے جھٹ سے جواب دے دیا کہ (معاذ اللہ

معاذاللہ۔یہ بات تو خود رسول اللہ میں موجود تھی۔اور اس سے خوش ہو گئے کہ ہم نے میدان مار لیا۔یعنی یہی حالت آج طلوع اسلام کے خلاف مولوی صاحبان کی ہو رہی ہے۔مثلاً ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ جو کچھ کتب روایات میں اس وقت موجود ہے وہ حرفاً حرفاً رسول اللہ کے ارشادات ہیں تو وہ اس کے جواب میں تڑ سے کہہ دیتے ہیں کہ طلوع اسلام کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ قرآن کریم وہی ہے۔جو رسول اللہ نے امت کو دیا تھا۔یعنی ان کے نزدیک قرآن صرف طلوع اسلام والوں کا ہے اسلئے قرآن کے محفوظ ہونے کا بار ثبوت طلوع اسلام کے ذمے ہے۔مولوی صاحبان کا قرآن سے کچھ واسطہ نہیں۔یہ کہہ کر یہ حضرات خوش ہو لیتے ہیں کہ ہم نے میدان جیت لیا اور نہیں سمجھتے کہ۔

ترے نشتر کی زد شریان قیس ناتواں تک ہے

ہم ان حضرات سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کا یہ ایمان ہے یا نہیں کہ قرآن حرفاً حرفاً وہی ہے۔جو رسول اللہ نے امت کو دیا تھا اگر اس پر آپ کا ایمان ہے تو اس کا ثبوت طلوع اسلام سے کیوں مانگا جا رہا ہے۔جو بات آپ کے ایمان کا جزو ہے اس کے لئے ثبوت طلبی کے کیا معنی؟اور اگر آپ کا اس پر ایمان نہیں تو پھر آپ کی حیثیت مسلمان کی رہتی ہی نہیں۔اس لئے کہ مسلمان ہونے کے لئے تو اس ایمان کی ضرورت لاینفک ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور یکسر غیر متبدل اور غیر محرف ہے۔

یہیں تک ہی نہیں بلکہ ان میں سے بعض حضرات نے تو یہاں تک ثابت کرنے کی بھی کوشش فرمائی ہے کہ اس امر کا ثبوت ہی نہیں مل سکتا کہ رسول اللہ نے امت کو قرآن کریم کسی مدون شکل میں دیا تھا۔اور اگر دیا تھا تو وہ تمام و کمال یہی قرآن ہے۔جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔غور کیجئے کہ انسان ضد اور تعصب میں کس حد تک اندھا ہو جاتا ہے۔ان کا مقصد طلوع اسلام والوں کو شکست دینا ہے خواہ اس میں خود خدا کی کتاب بھی ظنی اور غیر یقینی کیوں نہ قرار پائے۔میدان مناظرہ میں ان کی بات رہ جانی چاہیئے خواہ اس خدا کی بات کیوں نہ بگڑ جائے۔

یہ حقیقت کہ قرآن حرفاً حرفاً وہی ہے۔جو خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا ایک مسلمان کے لئے محتاج دلیل نہیں اس لئے خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔لہذا قرآن کا محفوظ ہونا ہمارے ایمان کا جزو ہے۔باقی رہا یہ کہ کسی غیر مسلم کی طرف سے یہ سوال ہو تو اس کا کیا جواب ہے۔سو غیر مسلم دوسرے سے قرآن کے منزل من اللہ ہونے ہی کا انکار کرتا ہے حفاظت کا سوال تو اس کے بعد آتا ہے۔

ان حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی وحی نازل کی تھی۔ ایک تو قرآن میں جمع کر دی گئی اور دوسری ان روایات کے اندر ہے (جن کے جمع و تدوین کی کہانی آپ اوپر سن چکے ہیں) جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحی کے دو حصے کر دینے کی کیا ضرورت تھی تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگر تمام وحی ایک ہی جگہ جمع کر دی جاتی تو قرآن کی ضخامت بہت بڑھ جاتی۔ (شاید آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بات ہم نے تو یونہی مزاحاً لکھ دی ہے۔ حاشا وکلا ایسا نہیں۔ ان حضرات کی طرف سے فی الواقعہ یہ جواب دیا جاتا ہے)

جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اگر یہ دونوں چیزیں خدا کی طرف سے وحی تھیں اور دین کا غیر متبدل حصہ تو رسول اللہ نے قرآن کی طرح وحی کے اس دوسرے حصے کو بھی محفوظ طریق پر مرتب کر کے امت کو کیوں نہ دے دیا تو اس کا جواب کچھ نہیں دیا جاتا، بجز گالیوں کے۔ ایک سال ہوا جب طلوع اسلام میں یہ سوال شائع ہوا تھا اس کے بعد ہم نے ان حضرات میں سے بعض کو تاکیدی خطوط بھی لکھے کہ اس سوال کا جواب مرحمت فرمائیں لیکن آج تک کسی نہ کچھ جواب نہیں دیا۔ اس مقام پر اتنا اور عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ ان حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن نامکمل کتاب ہے اور اس کی تکمیل ان روایات کے ذریعے ہوتی ہے جن کا ذکر آپ اوپر سن چکے ہیں۔ (یعنی رسول اللہ کی وفات کے قریب اڑھائی سو برس تک تو دین نامکمل رہا۔ کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے پاس صرف قرآن ہی مدون شکل میں تھا۔ اسکے بعد بھلا ہو امام بخاری اور دیگر جامعین احادیث کا جن کی کوششوں سے دین کی تکمیل ہو گئی ورنہ مسلمانوں کے پاس دین کا آدھا حصہ ہی رہتا۔ دین کا جو حصہ رسول اللہ کی وفات کے اتنا عرصہ بعد اس طرح مرتب ہوا ان حضرات کے دعویٰ کے مطابق اس کی پوزیشن اب یہ ہے کہ وہ نہ صرف قرآن کے ہم پایہ ہے بلکہ قرآنی احکام کو منسوخ بھی کرتا ہے۔ یعنی اگر دیکھیں کہ قرآن میں ایک حکم ہے اور حدیث میں اس حکم کے خلاف دوسرا حکم تو آپ کو ماننا ہوگا کہ قرآن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اب حدیث کا حکم ہی واجب العمل ہے چنانچہ ہماری موجودہ شریعت میں اس قسم کے کئی احکام ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان احکام کو حدیث نے منسوخ کر دیا ہے۔

یہ ہیں وہ دعاوی جنہیں یہ حضرات طلوع اسلام سے منوانا چاہتے ہیں۔ آپ خود ہی فرمایئے کہ جس شخص کے دل میں خدا کی کچھ بھی عظمت اس کے رسول کی کچھ بھی حرمت اور اس کے دین کی کچھ بھی عزت ہو وہ کبھی اس قسم کی باتوں کو صحیح تسلیم کر سکتا ہے ہم آپ سے یہ نہیں کہتے کہ آپ بلا سوچے سمجھے ہماری بات مان لیجئے ہم

صرف یہ کہتے ہیں کہ آپ (زیادہ نہیں تو کم از کم حدیث کی کسی ایک کتاب مثلاً) بخاری شریف کا اردو ترجمہ لیکر ایک دفعہ اسے خود پڑھ جائیے اور اس کے بعد آپ جس نتیجے پر پہنچیں اسے اختیار کر لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ حدیث کے ان مجموعوں میں ایسی ایسی باتیں درج ہیں جنہیں آپ کی غیرت کبھی گوارا ہی نہیں کرے گی کہ انہیں ذات رسالت مآب کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ ان چیزوں سے آپ صاف صاف اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ اسلام کے دشمنوں نے ان باتوں کو وضع کر کے ان کتابوں میں شامل کر دیا ہے اور یہ کتابیں اب ہمارا دین بن چکی ہیں۔ قرآن بتاتا ہے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک خاص سازش کے ماتحت کیا گیا تھا اور ہمارا سادہ لوح ملا اس سازش کا شکار چلا آ رہا ہے۔ طلوع اسلام کا مقصد فقط اس قدر ہے کہ اس گہری سازش کا پردہ چاک کر دیا جائے جس کی وجہ سے مسلمان دنیا میں ذلیل اور اس کا دین رسوا ہو رہا ہے اگر یہ جرم ہے تو طلوع اسلام نہ صرف اس جرم کا اقبالی ہے بلکہ اس پر فخر اور ناز بھی کرتا ہے لیکن اس جرم کی تفصیل ایک مرتبہ پھر دہرا لیجئے یعنی طلوع اسلام کی دعوت یہ ہے کہ۔

(ا) اللہ کا آخری دین اسلام ہے جو اس کے آخری رسول نبی اکرم کی وساطت سے تمام نوع انسانی کے لئے قیامت تک کے لئے بطور ضابطہ حیات ملا اور یہ دین قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے۔

(ب) قرآن خدا کی مکمل کتاب ہے اور حرفاً حرفاً وہی ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اس میں قیامت تک کوئی ردو بدل نہیں ہو سکتا۔

(ج) قرآن کریم میں بجز چند تفصیلی احکام کے دین کے اصول بیان ہوئے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام Bye_Laws خود مرتب کرے گا ان احکام کا نام شریعت ہے۔ لہذا قرآن کے اصول تو غیر متبدل ہیں لیکن ان کی روشنی میں متعین کردہ جزئی احکام زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہیں گے۔

اس طرح یہ دین قیامت تک کے لئے انسانوں کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کا ساتھ دیتا چلا جائے گا۔

(د) قرآن کے علاوہ ہمارے پاس جس قدر اور مذہبی لٹریچر (مثلاً کتب روایات وغیرہ) وہ عہد محمد رسول اللہ والذین معہ کی تاریخ ہے جو حضور کے زمانے کے بہت عرصہ بعد مرتب ہوئی اس میں صحیح باتیں بھی ہیں اور غلط بھی ہمیں چاہیئے کہ قرآن کی روشنی میں اس پورے لٹریچر کو پرکھیں اور جو جو

باتیں قرآن کریم یا رسول اللہ کی ذات اقدس کے خلاف دکھائی دیں انھیں الگ الگ کر کے باقی حصے سے تاریخی فوائد حاصل کریں۔ اس تاریخ سے سیرت نبی اکرم کے بڑے بڑے اہم گوشے ابھر کر ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جو ہمارے لئے اس دور کے تقاضوں کا حل دریافت کرنے میں دلیل راہ بن سکتے ہیں۔ "

یہ ہے ہمارے جرم کی تفصیل۔ اگر کوئی شخص اس سے الگ یا اس سے زیادہ کوئی بات ہماری طرف منسوب کرتا ہے تو وہ بہتان عظیم ہے

کیا طلوع اسلام کے اس "جرم" کو آپ بھی فی الواقعہ جرم سمجھتے ہیں؟ کبھی تنہائی میں اپنے دل سے پوچھئے۔

OOOOOO

رسول اللہ حنفی تھے یا شافعی؟

مولوی صاحبان کی طرف سے کہا یہ جاتا ہے کہ دین "کتاب اور سنت" کا مجموعہ کا نام ہے اور سنت سے مراد ہیں رسول اللہ کے وہ اقوال و اعمال جو احادیث کے مروجہ مجموعوں میں منقول ہیں (جنہیں نہ رسول اللہ نے امت کو دیا اور نہ ہی صحابہ نے مرتب فرمایا یہ مجموعے کن رجحانات کے ماتحت مرتب کئے گئے تھے اور کئے جاتے ہیں) اس کا اندازہ اس تبصرہ سے لگایئے جو احادیث کے تازہ مجموعے "زجاجۃ المصدیح" پر صدق (لکھنؤ) کی ۹/ اکتوبر ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے۔

خطیب تبریزی کی مشکوۃ المصابیح سے دینداروں میں ہر پڑھا لکھا واقف ہے حدیث نبوی کا یہ مستند کارآمد اور نسبتہً مختصر ہونے کے باوجود بڑی حد تک جامع مجموعہ صدیوں سے ہندوستان میں چلا آ رہا ہے۔ اور عوام و خواص سب کے حق میں شمع ہدایت کا کام دے رہا ہے۔ لیکن صاحب مشکوۃ باوجود اپنی جلالۃ القدر کے بہرحال حنفی المذہب نہ تھے شافعی تھے۔ اس لئے شافعی مذہب کی رعایت کا ان کی کتاب میں جا بجا آ جانا بالکل قدرتی تھا اور اس لئے علماء حنفیہ ایک اس قسم کے دوسرے مجموعہ احادیث کی ضرورت محسوس کر رہے تھے جس میں رعایت ان کے مسلک و مشرب کی ہو صدیوں کے بعد اس ضرورت کے عملاً پورا کرنے کی سعادت اس حیدر آبادی فاضل کے حصہ میں آئی ہے۔

یعنی مشکوۃ المصابیح اس مقصد کے ماتحت مرتب کی گئی تھی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ امام شافعی کا مسلک عین مطابق سنت ہے یہ بات حنفیہ کو بہت کھلتی تھی۔ اب یہ نیا مجموعہ یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے کہ حنفی مذہب سنت رسول کے مطابق ہے۔ بالفاظ دیگر مشکوۃ المصابیح یہ ثابت کرنے کے لئے مدون کی گئی تھی کہ رسول اللہ شافعی المذہب تھے اور اب زجاجۃ المصابیح یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کی گئی ہے حضور حنفی المسلک تھے۔ اس سے ہمیں ایک دلچسپ لطیفہ یاد آ گیا ایک مقلد سے کسی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رسول اللہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے تھے تو وہ سٹ پٹا سا گیا اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور بے ساختہ پکار اٹھا کہ تو لے کیا کہا؟ کیا رسول اللہ غیر مقلد ہی فوت ہو گئے؟ اس لطیفہ پر ہنسئے نہیں خون کے آنسو رویئے۔ ہمارے

روایات ان مجموعوں کو دین قرار دیا جاتا ہے اور ان مجموعوں کی کیفیت یہ ہے کہ سنیوں کے مجموعے یہ ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سنی تھے اور شیعوں کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور شیعہ تھے۔ پھر سنیوں میں ایک مجموعہ یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا تھا کہ رسول اللہ شافعی المسلک تھے اور دوسرا یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے انا اللہ وانا الیہ راجعون یاد رکھئے! جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے متعلق کہا ہے کہ آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی! اسی طرح رسول اللہ نہ شیعہ تھے نہ سنی۔ نہ مقلد تھے نہ غیر مقلد۔ نہ شافعی تھے نہ حنفی حضرت صرف مسلمان تھے اور آپ کا مسلک قرآن کا مسلک تھا۔ باقی سب نسبتیں انسانوں کی پیدا کردہ ہیں اور خدا اور اس کا رسول ان سے بری الذمہ ہیں۔ ھو سمکم المسلمین خدا کا ارشاد ہے کہ اور انا اول المسلمین رسول اللہ کا اعلان!

.... باقی پھر کبھی آوزی۔

OOOOOOOO

ماخوذ

مقام حدیث (جلد دوم)

شائع کردہ۔ " ادارہ طلوع اسلام کراچی "

OOOOOOOO

قران میں ہے ....!

پروفیسر نجمی صدیقی

بتائے آدمی قرآن میں ہے
مکمل آگہی قرآن میں ہے

بغیر اس کے جو ہے زندہ نہیں ہے
حقیقی زندگی قرآن میں ہے

محمد نور تھے تو نور انکا
مجسم روشنی قرآن میں ہے

حدیثوں سے حوالے ڈھونڈتے ہو
تو کیا کوئی کمی قرآن میں ہے

چھپایا کچھ نہیں امت سے اپنے
جو اترا تھا سبھی قرآن میں ہے

مکمل دین ہے دین محمد
ہماری زندگی قرآن میں ہے

وہ اوصاف حمیدہ قوم میں ہوں
بنو جو آدمی قرآن میں ہے

خدا خود آپ ہے اسکا محافظ
جو تھا سب کچھ قرآن میں ہے

یہ القا کیا ہے اور یہ کشف کیا ہے
اگر حرف آخری قرآن میں ہے

محمد کا سراپا دیکھ لیجئے
وہی جلوہ گری قرآن میں ہے

جو پوچھو تو بتائے گا تمہیں صاف
طریق بندگی قرآن میں ہے

ہو غم دنیا کا یا عقبیٰ کا نجمی
علاج بیکلی قرآن میں ہے

(طلوع اسلام جنوری ۱۹۹۶)

درس قـــــرآن

جو لوگ اپنے فرقوں کے ساتھ متمسک رہتے ہیں۔ قرآن کے ساتھ ان کی نفرت اور دشمنی اور اپنے اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کی عقیدت سے رفتہ رفتہ ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ان کے اور قرآن کے درمیان ایک ایسا پردہ حائل ہو جاتا ہے جو آنکھوں سے تو نظر نہیں آتا لیکن دل اور دماغ پر پوری طرح سے چھا جاتا ہے۔ واذا قرات القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرة حجابا مستورا یہ پردہ ان کے دلوں سے سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے۔ وجعلنا علی قلوبهم اکنه ان یفقهوه اور ان کے کانوں میں ایسے ڈاٹ لگا دیتا ہے کہ وہ بات تک نہیں سن سکتے۔ وفی اذانهم وقرا (17:45:46) اور اس طرح قرآن سے ان کی نفرت حسن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ وما یزید هم الا نفورا (17:41).

یہ ہے وجہ جو فرقہ پرستی مٹتی نہیں۔

("ماخوذ: طلوع اسلام جون ۱۹۹۰")

قرآن کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواترًا منقول ہے یعنی اس کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر نفوس کثیرہ رہے جن میں جھوٹ بولنے یا غلطی کرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اسلئے قرآن کا منکر کافر ہے، اور اس کو ماننا عقلاً ونقلاً ضروری ہے۔

اس کے ماسوا اور **احادیث** خواہ قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ ان کے نقل کرنے والے ایسے کثیر نفوس نہیں ہیں اسلئے ان میں عقلاً احتمال غلطی یا جھوٹ کا آنا ممکن ہے۔ اسلئے یہ قطعی الثبوت نہ ہوں گی۔ اور ان کا منکر کافر نہ ہوگا۔

(۔ مکتوب شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی جلد اول صفحہ ۱۰۰ ۔)

الله نزل احسن الحدیث (39:23)

اللہ تعالیٰ نے نہایت بہترین حدیث نازل فرمائی ہیں۔

بھذا الحدیث (18:6)

یہی کلام (خود قرآن الحدیث ہے)

افمن ھذا الحدیث تعجبون ۔ وتضحکون ولا تبکون ۔ (53:59)

(اے کافرو) کیا تم اس حدیث پر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں؟

فمال ھولاء القومہ لا یکادون یفقھون حدیثا (4:78)

یہ لوگ حدیث سمجھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے۔

ومن اصدق من اللہ حدیث (4:87)

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر حدیث کا سچا کون ہو سکتا ہے؟

فبای حدیث بعدہ یومنون (77:50) (7:185) (46:6)

اب اس کے بعد کونسی حدیث پر ایمان لائینگے۔

فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث۔ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ف (68:44)

پس اے پیغمبر اسلام ان لوگوں کو جو اس حدیث یعنی آیات قرآنی کو جھٹلاتے ہیں۔ میرے قانون مکافات کے حوالے کر دو۔ یہ ان سے خود نپٹ لیگا ہم انہیں آہستہ آہستہ ایسی جگہ سے کسیں گے جس کے متعلق وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثمہ استقاموا اتتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (41:31)

جو لوگ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا نشوونما دینے والا اللہ ہے اور پھر اپنے اس اقرار اور ایمان پر جم کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور دنیا کی کوئی قوت ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں پیدا کرتی تو ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور اس طرح ان سے کہتے ہیں کہ تم کسی قسم کا خوف نہ کرو نہ ہی افسردہ خاطر ہو۔ تمہارے لئے اس

جنتی معاشرہ کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اہل کتاب، تم باقی امور کو چھوڑ دو اور آؤ اس بات کی طرف جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے۔
یعنی یہ کہ تم قوانین خداوندی کے علاوہ کسی اور کی عبودیت اختیار نہیں کرو گے۔ تم اس کے ساتھ کسی
اور کو شریک نہیں کرو گے۔ تم اللہ کو چھوڑ کر غیر الٰہی قوتوں کو صاحب اقتدار نہیں مانو گے۔ (3:63)

ان اہل کتاب میں (ان کے عالموں اور پیشواؤں کا) ایک گروہ ہے جو کتاب اللہ پڑھتے ہوئے
اس میں الٹ پھیر کرتے ہیں تاکہ تم خیال کرو کہ جو کچھ یہ سنا رہے ہیں کتاب اللہ میں سے ہے، حالانکہ وہ
قطعاً کتاب اللہ (کے احکام میں) سے نہیں ہوتا۔ اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو کچھ وہ ان سے کہتے ہیں یہ اللہ
کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے نام سے جھوٹ بولتے ہیں اور دیدہ
دانستہ ایسا کرتے ہیں۔ (3:78)

پیش کردہ

محمد عبدالحق سلیم